تحریر : **نشیب نشاوی**　　　　ترجمہ : **ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم**
صدر شعبئہ علوم اسلامیہ ہمدرد یونیورسٹی نئی دہلی

المجمع العلمی الھندی اور اس کا آرگن

پروفیسر مختار الدین احمد (سابق) ڈین فیکلٹی آف آرٹس و (سابق) صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے "المجمع العلمی الہندی" کی بنیاد اپنی پیہم کوششوں اور مسلسل جدوجہد کے بعد ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء میں رکھی۔ ہندوستان میں اس اکیڈمی کی تاسیس کا مطمح نظر وہی ہے جو دمشق میں "مجمع اللغۃ العربیۃ" کا تھا اسی مناسبت سے اکیڈمی کے احوال و کوائف سے روشناس کرانے کے لئے پروفیسر موصوف نے "المجمع العلمی الھندی" کے نام سے ایک مجلّہ جاری فرمایا، اس اکیڈمی کے حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو چاہئے کہ اس کے ہر ممکن بار کو برداشت کرے تاکہ بہر صورت اس اکیڈمی کو مقاصد کی تکمیل میں سہولت ہو۔

اکیڈمی کے دو مقاصد خصوصیت سے قابل ذکر ہیں:

(۱) ہندوستان میں عربی زبان کی نشرواشاعت　(۲) اسلامی تہذیب کا عروج وارتقاء

مولانا ابوالحسن ندوی اکیڈمی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

"من احق المراكز العلمية والثقافية واجدرها بانشاء المجمع لتوافر الوسائل عندها ولوجود مكتبة من أغنى مكتبات الهند، ولوجود قسم اللغة العربية وآدابها وقسم الدراسات الإسلامية وقسم ثقافية آسية الغربية ....ولان عددا من الاساتذة المحققين فى اللغة العربية وآدابها كانت لهم صلات وثيقة بهذه كا العلامة عبدالعزيز الميمنى الراجكوتى والاستاذ بدرالدين العلوى والاستاذ الدكتور مختار الدين احمد...."

"علمی و ثقافتی مراکز میں "المجمع العلمی الھندی" اپنے وسائل کی فراوانی کی وجہ سے سب سے زیادہ اہم ہے کیونکہ اس کے یہاں ہندوستان کی عظیم ترین (مولانا آزاد) لائبریری ہے عربی اور اسلامی علوم کی نشرواشاعت کا شعبہ ہے ایشیائے غربی کی تہذیب وتمدن اور تعلیم کا مکمل انتظام

ہے....اور اسلئے بھی کہ عربی زبان کے ماہرین اساتذہ کا اس جامعہ سے گہرا تعلق ہے، علامہ عبد العزیز المیمنی راجکوٹی کے شاگرد رشید اور عربی مخطوطات کی شناخت میں ایشیاء کے عظیم ترین محقق ہیں، علمی اور تحقیقی دنیا میں پروفیسر مختار الدین کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ پروفیسر موصوف نے تالیف و ترتیب اوراور تحقیق و تدوین میں اپنے مخلص استاذ ڈاکٹر عبد العزیز المیمنی کا طریقۂ کار اختیار کیا اور انہیں کے نقش قدم پر چل کر ہندوستان میں عربی زبان کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔

اغراض ومقاصد

المجمع العلمی الھندی اپنے قیام کے وقت سے ہی عربی زبان اور اسلامیات کے قابل قدر ذخیروں کی نشرواشاعت میں مصروف ہے اور ہندوستان اور عالم اسلام کے مابین تعلقات کو مستحکم بنائے ہوئے ہے۔

اکیڈمی کے جنرل سکریٹری پروفیسر مختار الدین احمد اس کے قیام کے وقت اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے اکیڈمی کے مجلّہ "المجمع العلمی الھندی" حصہ اول میں فرماتے ہیں:

"المجمع العلمی الھندی" کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں"

(۱) ہندوستانیوں میں عربی زبان عام کرنا اور اس کی نشرواشاعت کی طرف دھیان رکھنا۔

(۲) عربی زبان، عربوں کی تاریخ اور ان کے علوم وفنون پر تالیف کا اہتمام کرنا۔

(۳) عربی تالیفات اور مخطوطات کا جدید ترین علمی شکل میں احیاء

(۴) علمائے ہند کے علمی کارناموں اور ان کی اہم تالیفات کے تراجم کی ہمت افزائی۔

(۵) عرب ممالک میں علمی روح پھونکنا اور انہیں فکر و عمل پر ابھارنا۔

ان علمی مقاصد کے حصول کے لئے "المجمع العلمی الھندی" نے ایک مجلّہ کے اجراء کا فیصلہ کیا جس میں وہ اپنے خیالات اور سرگرمیوں کی ایک جھلک پیش کرتا رہے۔ اور اس طرح کے دوسرے ادارے جو عالم اسلام میں موجود ہیں ان کے درمیان مستحکم رابطہ کا کام دے نیز اہل قلم اور ادباء کی صلاحیتوں کی جولانگاہ بھی بن سکے۔

اس بیان کے آخر میں پروفیسر موصوف نے مخلص علماء کو دعوت عام دی کہ وہ اس مجلّہ میں

اپنے رشحاتِ قلم ارسال کر کے ہماری ہمت افزائی کریں اپنی تجاویز اور مشوروں سے نوازیں اور اس اکیڈمی کے اغراض ومقاصد کے حصول میں جو کچھ مدد کر سکتے ہوں اس سے دریغ نہ کریں۔

اس اکیڈمی کے ممبران ہندوستان عالم عرب اور دوسرے ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں جو دو قسم کے ہیں ایک مجلس عاملہ دوسرے مجلس اعزازی ممبران۔ اعزازی ممبران کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

جمہوریہ شام

ڈاکٹر حسنی شیخ	صدر مجمع اللغۃ العربیۃ	(دمشق)
ڈاکٹر شاکر الفحام	نائب صدر مجمع اللغۃ العربیۃ	(دمشق)
ڈاکٹر عدنان الخطیب	سکریٹری مجمع اللغۃ العربیۃ	(دمشق)
ڈاکٹر شکری فیصل	رکن مجمع اللغۃ العربیۃ	(دمشق)
استاذ احمد راتب النفاح	رکن مجمع اللغۃ العربیۃ	(دمشق)
ڈاکٹر احمد یوسف الحسن	وائس چانسلر جامعہ حلب	
ڈاکٹر خالد ماغوط	مہتمم جامعہ حلب	
ڈاکٹر خالد حوریہ	مہتمم جامعہ حلب	

سعودیہ عربیۃ

استاذ حمد الجاسر

جمہوریہ عراق

ڈاکٹر عبد الرزاق محی الدین، ڈاکٹر یوسف عز الدین ڈاکٹر علی جواد الطاہر، استاذ کورکیس عواد ڈاکٹر صالح احمد العلی ڈاکٹر حسن علی محفوظ

جمہوریہ اردن

ڈاکٹر ناصر الدین اسد

فلسطین

ڈاکٹر احسان عباس

لبنان

ڈاکٹر صلاح الدین المنجد، ڈاکٹر عمر فروخ

مراکش

استاذ عبد العزیز بن عبد اللہ استاذ عبد اللہ کنون

کویت

استاذ عبد الستار فراج، محترمہ ڈاکٹر ودیعہ انصاری

اور ان کے علاوہ ایران، ترکی، پاکستان، سوویت روس، برطانیہ، فرانس، ہنگری، اٹلی، ہالینڈ اور جرمنی کے بڑے بڑے ماہرین علوم عربیہ اس اکیڈمی کے ممبر ہیں۔

یہ اکیڈمی مندرجہ ذیل اہم معاونین واعزازی ممبران سے محروم ہو چکی ہے۔

(۱) ڈاکٹر عبد العزیز المیمنی راجکوٹی متوفی ۱۹۷۸ء۔ (۲) استاذ محمد یوسف البنوری متوفی ۱۹۷۷ء (۳) ڈاکٹر سید محمد یوسف متوفی ۱۹۷۸ء (۴) ڈاکٹر آصف علی اصغر فیضی متوفی ۱۹۸۱ء۔ (۵) ڈاکٹر الحاج عبد الکریم جرمانوس متوفی ۱۹۷۹ء (ہنگری) (۶) استاذ خیر الدین الزرکلی متوفی ۱۹۷۶ء (۷) استاذ عبد الستار فراج متوفی ۱۹۸۰ء (۸) استاذ محمد المبارک ۱۹۸۱ء (۹) ڈاکٹر میشیل خوری متوفی ۱۹۸۰ء۔

"المجمع العلمی الهندی" کا مجلّہ

اس اکیڈمی نے اپنا ایک ششماہی مجلّہ ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء میں جاری کیا اور اپنا شعار (علم الانسان ما لم یعلم) بنایا، اس مجلّہ کے مدیر اعلیٰ اکیڈمی کے جنرل سکریٹری پروفیسر مختار الدین احمد ہیں آپ نے اس مجلّہ کے پہلے شمارہ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ / جون ۱۹۷۶ء کا افتتاحیہ لکھا اور اس کا آغاز ڈاکٹر عبد العزیز المیمنی کے مضمون "ابو عمر الزاهد غلام ثعلب الحفظة اللغوی المحدث" سے کیا۔

مجلّہ کا مقصد ہندوستان میں قدیم عربی ورثہ کا احیاء برصغیر میں علمی خدمات انجام دینے والے علماء کا تعارف، عربی زبان میں تحقیق و تدقیق کرنے والوں کی اعانت اور ادبی اور اسلامی

علوم عربی زبان میں تعلیم دینے کی ہمت افزائی ہے۔ ہندوستان اور عرب ممالک میں تہذیبی روابط کو مستحکم بنانے میں مجلہ کا اہم کردار رہا ہے اور ان ممالک میں اسلامی تہذیب اور عربی زبان وادب میں اس کی گرانقدر خدمات میں بہت سے عربی مخطوطات کا اس نے تعارف کرایا اور اہم تالیفات و تحقیقات کی نشر و اشاعت کی جس کی تشنگی مدت سے عرب ممالک میں محسوس کی جارہی تھی اور تحقیق و تدقیق اور گیرائی و گہرائی کو اس نے اپنا شعار بنایا چاہے ان کا تعلق تعلیم و تعلم سے ہو یا نقد و نظر سے آراء و افکار ہوں یا اشارات و حاشیے ہوں یا کتابوں کا تعارف و تبصرہ ہو۔

ہم یہاں اس آخری شمارہ کی ایک جھلک پیش کریں گے جو ہمیں دستیاب ہوا ہے یہ رجب ۱۳۹۹ھ / جون ۱۹۷۹ء کی چوتھی جلد کا پہلا اور دوسرا مشترکہ شمارہ ہے اور مندرجہ ذیل اقتباسات پر مشتمل ہے۔

(۱) تلخیص کتاب الحیوان لابن باجہ اندلسی　　ازڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی

ڈاکٹر معصومی نے اس کتاب میں ابو بکر محمد بن یحییٰ الصائغ کے ایک نادر رسالے کا تعارف کرایا ہے ابو بکر محمد بن یحییٰ الصائغ ابن باجہ اور ابن الصائغ فلسفی اندلس کے نام سے مشہور ہیں سرقسط میں آپ کی ولادت ہوئی اور وہیں ۵۲۲ھ / ۱۱۳۸ء میں وفات پائی اس رسالے کے مقدمے میں ڈاکٹر معصومی لکھتے ہیں:

> یہ رسالہ ارسطو کی کتاب "الحیوان" کے بعض ابواب پر مشتمل ہے اس رسالہ کا مخطوطہ نسخہ بوک کلکشن کے ۲۰۶ نمبر کے تحت ہے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کی بودلیانا لائبریری سے اس نادر مخطوطہ کا حصول ممکن ہو سکا (صفحہ ۸۹ سے رسالہ کی شروعات ہوتی ہے) یہ رسالہ ان تمام تحریروں پر مشتمل ہے جنہیں ابن باجہ نے تاریخ الحیوانات کے موضوع پر ارسطو کی کتاب کے بعض ابواب کی تشریح میں سپرد قلم کیا ہے ابن باجہ نے لکھا ہے کہ علم الحیوان علم الطبعیۃ کا ایک جزء ہے۔

نفس اس کے اجزاء اور اس کی صلاحیتوں پر گفتگو کو کتاب النفس میں شامل کیا ہے، نفس کے متعلقات اور اس کی طاقتوں جیسے قوت حافظہ، قوت انفعال اور قوت فیصلہ کی بحث اور نفس کی حیثیت سے جسم کے متعلقات نیند بیداری جوانی اور بڑھاپا کے مباحثہ کو کتاب الحس میں بیان کیا

ہے، بیماری و تندرستی اور جانوروں کی حرکات کے لئے دو الگ ابواب قائم کئے ہیں۔

مقدمہ کتاب کے صفحہ ۸۳ پر ایک عبارت ہے جس کی ابتداء "ولله العزة والقدرة" سے ہوتی ہے کتاب الحیوان کے بعض مقالات کے سلسلہ میں ابن باجہ کا یہ قول بھی ہے۔

" كل صناعة نظرية فهي مؤتلفة من مباد ومسائل"

ہر صنعت نظری ہے اور اسباب و سائل سے مشترک ہے۔

اور آخری عبارت یہ ہے:

"كل طائر له منقار فلاانسان له ولا شفة ولا منخر ولها اعين وهي تغمص دون شعر ما ثقل جسده من الطيور تغمض الشعر اسفل كالنعامة"

(۲) العربية تواجه العصر فی الجاهلية　　　از: ابراہیم سامرائی

اس کتاب میں ڈاکٹر ابراہیم سامرائی نے دور جاہلیت کے تہذیبی گوشوں سے بحث کی ہے، اور ان گوشوں کی جاہلی اشعار میں جستجو کی ہے۔ فرماتے ہیں:

"فاستقراء ادب العرب فی جاهليتهم يدلنا على ان القوم كانت لهم ذخيرة حضارية"

زمانہ جاہلیت میں عربی ادب کی تحقیق و جستجو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے پاس تہذیب وتمدن کا وافر ذخیرہ تھا۔

اس کے بعد دور جاہلیت کی شاعری سے اس کے نمونے پیش کئے ہیں جو اس بات پر واضح دلیل ہیں کہ آسمانی مذاہب سے عرب بخوبی واقف تھے۔ اور ایک ہم ہیں کہ ہمیں اپنی کھیتوں اور باغات سے پوری طرح واقفیت نہیں چہ جائے کہ دوسری تہذیبوں کی طرف رہنمائی حاصل ہو پھر انہوں نے ان جاہلی اشعار میں تہذیب کے فنی مظاہر کا ذکر کیا ہے جس میں دھاری دار چادروں کی صنعت، عراقی منقش کپڑوں، دمشق کے ریشمی کپڑوں از خر چمڑے کی صنعت اور عطر وشراب کی بوتلوں کا ذکر ہے اسی طرح تہذیب کے تجارتی مظاہر کو بھی انہوں نے پیش کیا ہے اور کشتیوں کا ذکر کیا ہے جو ان کی تجارت کا پتہ دیتی ہیں اور عرب کے بازاروں کا بھی ذکر کیا ہے جو "ذی الحجاز" وغیرہ کے ادبی مناظروں ہی تک محدود نہیں تھے۔ اس کے علاوہ اس میں سونے کے

زیورات بنانے میں ان کی مہارت کا بھی ذکر ہے۔

(۳) بین النویری و المیدانی ازڈاکٹر عبدالحلیم ندوی

اس مقالہ میں ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی صاحب نے فرمایا ہے کہ نویری نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف نھایۃ الادب کی ابتداء مروجہ امثال کے ذریعہ استدلال سے کی ہے اور اس کے تیسرے حصہ تک یہ بحث جاری ہے چنانچہ انہوں نے مشہور امثال پر ایک باب الگ سے قائم کیا ہے اور یہ ان کی اس جامع تصنیف کے فن ثانی کے دوسرے حصہ میں موجود ہے۔ چنانچہ آپ نے رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین اور صحابہ سے مروی امثال کو نقل کیا ہے تاکہ اس کے بعد عام امثال کا ذکر بھی ہوسکے گرچہ انہوں نے دوسری کتابوں سے بھی بعض امثال نقل کئے ہیں لیکن مندرجہ بالا ابواب میں بطور خاص "العقد الفرید" اور عام طور سے دوسرے ابواب میں میدانی کے مجمع الامثال کا سہارا لیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ "ومن الامثال العرب ما نقلته من كتاب الامثال للميداني"

عربوں کے دوسرے امثال وہ ہیں جنہیں میں نے میدانی کی کتاب "الامثال" سے نقل کیا ہے جو تقریباً ۶ ہزار امثال پر مشتمل ہیں۔ مصنف نے دونوں کتابوں سے استشہاد کیا ہے اور آخر میں کہا ہے:

ان النويرى عند نقل الامثال من الميدانى لا يتبعه كمقلد اعمىٰ او ناقل خاتل بل يعمدإلى الامثال والقصص والروايات المنسوخة حولها والاقوال المروية عنها فيهذبها تارة وينقحها تارة اخرى ويختصرها طورا ويوجز طوراً آخر آخذا منها ما طاب وصفا تاركاً منها ما كدرو كسد ، على هذا المنوال انى على جميع حروف المعجم... وضمنها الجزء الثالث من كتابه النهاية ..... وكذا فان مجموع الأمثال التى اوردها النويرى فى كتابه نقلاً من الميدانى يبلغ ۵۹۸ مثلاً.....

نویری نے میدانی سے امثال نقل کرتے وقت کسی اندھے مقلد یا فریبی ناقل کی طرح پیروی نہیں کی ہے بلکہ وہ امثال وواقعات اور ان کے مروی اقوال کو لیتے ہیں اور اسے کبھی

تہذیب کرتے ہیں کبھی تنقیح اور کبھی اختصار جو چیزیں اچھی ہوتی ہیں اسے اپنا لیتے ہیں اور جو چیزیں اچھی نہیں ہوتی ہیں اسے چھوڑ دیتے ہیں اس طرح انہوں نے تمام کو مثل حروف تہجی درج کیا ہے نھایۃ الادب کا تیسرا حصہ ان تمام پر حاوی ہے اس طرح سے وہ امثال جنہیں نویری نے میدانی سے نقل کرکے تحریر کیا ہے ان کی تعداد ۵۹۸ تک پہنچ جاتی ہے۔

(۴) نظرية اجمالية على مخطوطة نادرة "عصمة الأنبياء لملا مخدوم الملك"

از: ڈاکٹر عبدالباری

اس کتاب میں ڈاکٹر عبدالباری صاحب نے "عصمة الانبياء" نامی کتاب کے مخطوطہ سے بحث کی ہے یہ کتاب عبداللہ سلطان پوری کی تالیف ہے آپ ملا مخدوم الملک سے مشہور ہیں۔ شہر لاہور کے قریب پنجاب میں ولادت ہوئی، ڈاکٹر موصوف نے لکھا ہے کہ اس کتاب کی تالیف شہنشاہ ہمایوں ۹۳۱۔ ۹۶۳ کے دور میں ہوئی، ڈاکٹر موصوف نے مولف کی زندگی اور ان کے زمانہ کا جائزہ لیا ہے پھر اس کے بعد مخطوطہ سے بحث کی ہے جو پٹنہ شہر کی خدابخش لائبریری میں ۵۶۹ نمبر کے تحت محفوظ ہے اس میں ۱۴۹ اوراق ہیں۔

پھر انہوں نے لکھا ہے کہ "عصمة الأنبياء من الزلل" کے مصنف نے کتاب وسنت کی روشنی میں اپنے موضوع سے بحث کی ہے اور اپنے دور کی فلسفیانہ موشگافیوں سے پہلو تہی کرتے ہوئے اپنے عقائد وخیالات کو قرآن وسنت کے مضبوط دلائل سے ثابت کیا ہے اور یہ کہ مخدوم الملک نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ اصل میں اس طریقۂ کار کی توسیع واشاعت ہے جس کی بنیاد علامہ توریشی شارح مصابیح السنۃ للبغوی نے ڈالی تھی اور یہ کہ آپ امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ کے نظریئے سے متاثر ہوئے جن کے بارے میں یہ بات اوپر ~~گذر چکی~~ ہے کہ انہوں نے "عصمة الانبياء" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی لیکن وہ طبع نہ ہوسکی اور اس کا مخطوطہ برلن لائبریری میں ۲۵۲۸ نمبر کے تحت محفوظ ہے۔

کتاب کے درمیانی ابواب میں ڈاکٹر موصوف نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ "مصنف نے قاضی عیاض اور امام قشیری وغیرہ جیسے محققین کی رایوں کو اپنے افکار کی تائید میں پیش کیا ہے پھر انہوں نے کتاب کی تاریخی اہمیت کو واضح کیا ہے اور اس کی طرف اشارہ بھی کیا

ہے کہ وہ اس کی تحقیق وترتیب میں لگے ہوئے ہیں اور عنقریب اسے منظر عام پر لائیں گے۔

(۵) فهرسة المخطوطات العربية كمشكلة ادبية

از استاذ رودلف زلهائم انسٹر کٹر معهد الدراسات الشرقية جامعہ فرانکفورٹ

یہ استاذ زلهائم کا ایک لکچر ہے جسے **المجمع العلمي الهندی** کے مجلّہ نے شائع کیا ہے اس میں عربی مخطوطات کی فہرست بنانے میں جو مشکلات پیش آتی ہیں ان سے بحث کی ہے اور اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے کہ بڑے بڑے قابل ذکر مخطوطات کی فہرستیں جو نویں صدی عیسوی میں شائع ہوئیں خاص طور سے برلن کی سرکاری لائبریری میں ولیم اهلوارڈ کی فہرس المخطوطات العربية کی دس جلدوں نے بروکلمن کو ضروری تواریخ، حقائق، موضوعات اور اس کی نادر کتاب کے بڑے حصہ کی تلخیص سے روشناس کرایا اور اسے اپنی طول طویل اور اہم مباحث کے نظام شرح وسط سے تقویت پہنچائی ہے۔

اور برلن لائبریری کے دستاویزات کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کی ہے جو بنفسہ خدمات انجام دے رہی ہے اور اسی سے بروکلمن نے اپنی وہ تلخیصات اخذ کئے ہیں جس کے بارے میں مضمون نگار کا کہنا ہے کہ ان میں بسا اوقات ناقص اور غلط معلومات بھی شامل ہوگئی ہیں پھر انہوں نے بعض ایسے نکات سے بحث کی ہے جن کے تحلیل و تجزیہ، ترتیب و تالیف اور حذف واضافہ کی عربی مخطوطات کی فہرست بنانے میں ضرورت پڑتی ہے۔

آخر میں مجلّہ کے ایڈیٹر رقمطراز ہیں:

اس مضمون کے لکھنے والے استاذ رودلف زلهائم نے برنامج الفهرسة الكاملة کی پہلی جلد شائع کی ہے اور جرمنی میں موجود مخطوطات کا اسمیں ذکر کیا ہے اور اس بڑی جلد میں ان سے کافی بحث کی ہے۔

المجمع العلمي الهندی کے مجلّہ کے موضوعات کی یہ چند جھلکیاں ہیں اس کے چند دیگر مقالات یہ ہیں:

الى الدراسة الاسلامية ازاستاذ امتیاز علی عرشی

قصة الارز فی الادب العربی. ازاستاذ ابو محفوظ کریم معصومی

⁂